(غلام گردش)

"الیکشن کمیشن"

مئی پچھلے سال ہندوستان کی حکومت نے آرمی چیف کی تعیناتی کرنی تھی۔ یہ ایک انتظامی فیصلہ تھا جس پر کسی فریق نے کبھی کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔مگر حکومت نے الیکشن کمیشن کو خط لکھا اور تعیناتی کی اجازت لی۔ چیف الیکشن کمشنر نے بذریعہ خط مرکزی حکومت کو اجازت دی کہ ہاں، وہ فوج کے سربراہ کی تعیناتی کر سکتی ہے۔نتیجہ میں وزارت دفاع نے دفتری آرڈر جاری کر دیا۔سوچنے کی بات ہے کہ کیا الیکشن کمیشن اور دفاعی ادارے کے سربراہ کی تعیناتی کا کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔مگر پوچھنے کی نوبت صرف اس وجہ سے آئی کیونکہ انڈیا میں الیکشن ہو رہے تھے اور الیکشن کے دوران حکومت کوئی بھی انتظامی فیصلہ نہیں کرتی۔ تمام کے تمام اختیارات الیکشن کمیشن کے پاس منتقل ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان میں الیکشن کے دوران کمیشن کے پاس لامتناہی اختیار آ جاتے ہیں اور اسکی طاقت، اہمیت اور حیثیت کو ہر فریق تسلیم کرتا ہے۔کیا ہمارے ملک میں یہ چیز سوچی بھی جا سکتی ہے؟ جواب آپ مجھ سے بہت بہتر جانتے ہیں۔

ہمارا ہر الیکشن ایک نئے المیہ کو جنم دیتا ہے۔ایک ایسا بحران جس سے نمٹتے نمٹتے چار پانچ سال کا عرصہ ضائع ہو جاتا ہے۔کبھی کبھی اس سیلاب کی طاقت اس قدر مہیب ہوتی ہے کہ پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔آخر کیا وجہ ہے کہ ہم شخصی اعتبار سے بہترین قوم ہونے کے باوجود ناکامی کے گول دائروں میں مسلسل در مسلسل چکر لگا رہے ہیں۔ہم ناکام ریاست نہ سہی مگر اسکے نزدیک نزدیک ضرور پہنچ چکے ہیں۔صاحبان! اسکی ایک بڑی وجہ کمزور اداروں کا موجود ہونا ہے۔بلاخوف تردید عرض کرنا چاہونگا کہ اداروں کو ضعف میں رکھنا ایک حکمتِ عملی کا جزو ہے۔اس حکمتِ عملی کی بدولت ہم لوگ، ہمارا ووٹ، ہماری آواز اور ہمارا مستقبل بالکل بے معنی سا نظر آتا ہے۔

اداروں کو درست کرنے کے بہت سے طریقے ہیں مگر ایک برق رفتار طریقہ، ادارے کیلئے کسی ایسے سربراہ کا انتخاب ہے جو ہمت والا ہو۔نئی بات سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اسکا ادارہ سے کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہ ہو۔ ہندوستان میں آج سے بیس برس پہلے حکومت نے ایسا ہی فیصلہ کیا اور ایک سرکاری ملازم ٹی۔این۔سیشن (T.N. Seshan) کو الیکشن کمشنر مقرر کر دیا۔پاکستان کی طرح انڈیا میں بھی کمیشن ایک آئینی ادارہ ہے۔مگر ہمارے طرزِ عمل سے یکسر مختلف وہاں اس شخص کو اس آئینی ادارے کا سربراہ مقرر کیا جاتا ہے جو سرکاری ملازم ہو اور جو ساکھ کے اعتبار سے مکمل طور پر مضبوط انسان ہو۔ریٹائرڈ جج یا ریٹائرڈ سرکاری ملازم کو الیکشن کمیشن کے نزدیک تک نہیں پھٹکنے دیا جاتا۔

ٹی این سیشن نے پہلے دن دفتر آ کر تمام افسران کو جمع کیا اور بتایا کہ اسے انتخابات کے قوانین کا بالکل ادراک نہیں ہے مگر وہ صرف ایک بات جانتا ہے کہ اسکے تمام فیصلے آئین اور قانون کے مطابق ہونگے۔ چند ہفتوں میں سیشن نے انتخابی قوانین پر بنیادی دسترس حاصل کر لی۔اب وہ مختلف فیصلے کرنے کی پوزیشن میں آ چکا تھا۔اسکے پیشرو ایک بہت اہم کیس کی سماعت کر رہا تھا۔کیس انتہائی حساس اور دوررس نتائج کا حامل تھا۔اسکا عنوان "سبرامنیم بنام جنتا پارٹی" تھا۔پیشرو مہینوں سے اس کیس کی سماعت کر رہا تھا۔دفتر میں اس نے 1600 صفحے کے تو صرف نوٹس بنائے ہوئے تھے۔سیشن نے ایک ہفتہ لگا کر کیس کو باریکی سے پڑھا۔سماعت کی تاریخ رکھی۔فریقین

کو بلایا اور انہیں سننا شروع کر دیا۔صرف ایک دن کی بحث کی سماعت کے بعد مقدمے کا فیصلہ کر دیا۔پورے ہندوستان میں ایک سیاسی بھونچال آ گیا مگر سیشن ٹس سے مس نہ ہوا۔اس شخص نے اپنے چھ سال کے دورانیے میں چودہ ہزار امیدواروں کو پورے سیاسی نظام سے باہر نکال دیا۔ان پر طرح طرح کے الزامات تھے۔اس شخص نے چالیس ہزار امیدواروں کے اخراجات کے گوشواروں کو پڑھا اور ان پر فیصلہ صادر کر دیا۔وہ اس حد تک میرٹ پر چلنے کی کوشش کرتا تھا کہ دو صوبوں نے اسکے احکامات ماننے میں چوں چراں کی تو اس نے وہاں تمام کا تمام الیکشن ہی ختم کر ڈالا۔یہ صوبہ بہار اور ہندوستان کا پنجاب کا صوبہ تھا۔پورے ہندوستان میں سیاست دانوں کو علم ہو گیا کہ الیکشن کمیشن کیا ہوتا ہے اور اسکے اختیارات کا مطلب کیا ہوتا ہے۔

ہندوستان میں الیکشن کے دوران عبوری حکومت وجود میں نہیں آتی بلکہ پرانی حکومت موجود رہتی ہے۔مگر اسکے تمام انتظامی اختیارات الیکشن کمیشن کو منتقل ہو جاتے ہیں۔سیشن نے اپنے نظام میں یہ خرابی محسوس کی کہ ہر صوبہ میں افسران کسی نہ کسی سیاسی رہنما کی مدد سے اپنے عہدے پر فائز ہیں۔لامحالہ وہ الیکشن میں اپنے مربی اور محسن کا خوب خیال کرتے ہیں۔ہمارے یہاں بھی بالکل یہی حال ہے۔شائد ہمسایہ ملک سے بھی ابتر اور دو ہاتھ آگے۔سیشن نے ہر ریاست میں سرکاری ملازموں کو سمجھایا کہ انہیں یہ قومی فریضہ انتہائی غیر جانبداری سے سرانجام دینا ہوگا۔کسی نے الیکشن کمشنر کی بات کو سنجیدگی سے نہ لیا۔سیشن نے ایک انتہائی مشکل اور دوررس فیصلہ کر ڈالا۔اس نے جس جس جگہ الیکشن ہو رہے تھے، وہاں کے تمام افسروں کو تبدیل کر دیا۔دور دراز کے علاقوں سے نئے افسروں کو ذمہ داری دے دی گئی۔جس نے تھوڑا سا نخرہ کیا، اسکو فوری طور پر معطل کر دیا۔افسران سیاسی رہنما کی آغوش میں جھولے لے رہے تھے۔انکی طبیعت صاف کرنے کیلئے کچھ کو جیل بھیج دیا۔خیر ہمارے ملک میں اتنے سخت فیصلے کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا۔صوبائی وزراء اعلیٰ نے قیامت ڈھا دی۔انکے لگے ہوئے افسران کے تبادلہ کا مطلب صاف تھا کہ اب وہ الیکشن غیر جانبدار انتظامیہ کے تحت لڑیں گیا اور اسکا مطلب انکی ہار تھا۔ریاستوں نے سیشن کے احکامات کے خلاف بغاوت کر دی اور انہیں ماننے سے انکار کر دیا۔سیشن اطمینان سے بیٹھا رہا اور سپریم کورٹ چلا گیا۔عدالت نے فیصلہ دیا کہ شفاف الیکشن کروانے کیلئے الیکشن کمیشن کا قدم بالکل درست ہے۔ساتھ ہی ساتھ تمام صوبوں کو پابند کر دیا گیا کہ وہ تمام الیکشن کمشنر کے احکامات کو من و عن تسلیم کرینگے۔اب سارا انتظامی نظام سیشن کے ہاتھ میں تھا۔اس نے اس طاقت کو صرف ایک مقصد کیلئے استعمال کیا اور وہ تھا شفاف اور غیر جانبدار طریقے سے الیکشن کا انعقاد۔سیشن کے صرف ایک فیصلہ سے ہندوستان میں جمہوری نظام مزید مضبوط ہو گیا۔

1992 سے پہلے ہندوستان میں ووٹ ڈالنے کیلئے تصویر والے کارڈ کی ضرورت نہ تھی۔سیشن نے محسوس کیا کہ اس سے جعلی ووٹ پڑتے ہیں کیونکہ پریذاڈنگ افسر کو بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ ووٹ ڈالنے والا اصل میں کون ہے۔حکومت کو حکم دیا کہ وہ تمام ووٹروں کو تصویر والے کارڈ مہیا کرے۔سیاستدانوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ اس پر بہت زیادہ حکومتی سرمایہ اور وقت ضائع ہوگا۔پارلیمنٹ میں قراردادیں منظور ہونی شروع ہو گئیں کہ سیشن اپنے اختیارات سے تجاوز کر رہا ہے۔سیشن خاموش رہا۔اس نے صرف ایک آرڈر پاس کیا کہ اگر ووٹر کے پاس تصویر والا کارڈ نہیں ہوگا تو 1995 کے بعد پورے ہندوستان میں کوئی الیکشن نہیں ہوگا۔اب حکومت نے ہنگامی

طور پر کارڈ بنانے کی مہم شروع کردی۔صرف چھ ماہ میں کروڑوں کارڈ مکمل کردیے گئے۔

ہماری طرح وہاں بھی انتخابات کے دوران امیدواروں کی مہم پر اخراجات پر کنٹرول کرنے کا مسئلہ ہے۔ہم تو خیر اس اہم کام میں مکمل فیل ہوچکے ہیں۔مگر سیشن ایک فعال الیکشن کمشنر تھا۔اس نے ہر سطح کے الیکشن کیلئے اخراجات کی ایک خاص حد مقرر کردی۔وزیراعظم نرسیما راؤ نے اس حد کو بڑھانے کی کوشش کی تو سیشن نے وزیراعظم کو جھاڑ پلادی۔1993 کے انتخابات میں اس نے ایک کنٹرول روم بنایا۔یہ چوبیس گھنٹہ کام کرتا تھا۔ہر ریاست کیلئے ایک افسر کنٹرول روم میں بیٹھا رہتا تھا۔اسکا کام بالکل سادہ سا تھا۔وہ ہر وقت معروضی حقائق کو جانچتا رہتا تھا اور امیدواروں کے انتخابی اخراجات کا تخمینہ لگاتا تھا۔رپورٹ ہر چوبیس گھنٹے کے بعد سیشن کی میز پر ہوتی تھی۔صرف ان رپورٹس کی بنیاد پر سیشن نے لوک سبھا کے پندرہ سو امیدوار نااہل قرار دے ڈالے۔سیشن صرف یہاں نہیں رکا۔اس نے انتخاب میں وال چاکنگ،پوسٹرز اور ایک خاص سطح سے بلند لاؤڈ سپیکر پر بھی پابندی لگادی۔ہندوستان جیسا ملک جہاں اسی کروڑ سے زیادہ ووٹر ہیں،اس میں ان تمام احکامات کو سو فیصد نافذ العمل کردیا گیا۔سیشن اس درجہ متحرک انسان تھا کہ وہ ہر ضلع،ہر یونیورسٹی،میں جانے کی کوشش کرتا تھا۔وہاں طالبعلموں اور عام لوگوں کو ووٹ کی طاقت کے متعلق لیکچر دیتا تھا۔بتاتا تھا کہ اسکی موجودگی میں کسی بھی شخص کا ووٹ چرایا نہیں جاسکتا۔کوئی ڈبے نہیں بھر سکتا۔کوئی بھی سیاستدان الیکشن کے نظام پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔انڈیا میں پہلے بھی الیکشن کمیشن بہت فعال تھا مگر سیشن نے اس ادارے کو وہ طاقت اور ہمت دے ڈالی کہ طاقتور سے طاقتور وزیراعظم اور وزیراعلیٰ اسکے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

ادارہ کی مضبوطی کا اندازہ لگایا کہ 2015 میں تلاگانہ صوبہ میں الیکشن ہورہے ہیں۔وہاں کے آئی ٹی کے وزیر ترا کا رمانے اپنے دفتر میں چند لوگوں کی درخواست پر صرف یہ لکھ دیا کہ انکے علاقے میں سڑکیں ٹوٹی ہوئیں ہیں لہذا وہاں سڑکوں کی مرمت کردی جائے۔وزیر موصوف کا یہ حکم نامہ الیکشن کمیشن میں پیش کردیا گا اور انکی پیشی ہوئی۔الیکشن کمیشن کے سربراہ نے فیصلہ دیا کہ وزیر نے اپنی سرکاری حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور مقامی الیکشن پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔یہ حکم نامہ ترا کا راما کو جب سنایا گیا تو وہ حقیقت میں لرز رہا تھا۔اسکو صرف تنبیہ کی گئی کہ وہ آئندہ اس طرح کی حرکت نہ کرے ورنہ اسے جیل میں قید کردیا جائیگا۔

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں شفاف الیکشن کا انعقاد کروانا انتہائی مشکل کام ہے۔مگر ایک مضبوط،طاقتور اور غیر جانبدار الیکشن کمیشن کی بدولت یہ دشوار مرحلہ انتہائی آسانی سے طے ہوتا جاتا ہے۔کسی بھی سیاسی فریق نے آج تک الیکشن کمیشن پر کوئی الزام نہیں لگایا۔کمیشن کے ممبران پر کبھی انگلی نہیں اٹھائی گئی۔یہ مضبوط ادارہ ہمسایہ ملک میں جمہوریت کا ضامن ہے۔میں اپنے نظام میں ٹی این سیشن جیسا فعال اور غیر جانبدار چیف الیکشن کمیشن تلاش کرنے کی ناکام کوشش کررہا ہوں۔پتہ نہیں کیوں،میں اپنے ملک کے الیکشن کمشین کے متعلق کچھ نہیں لکھنا چاہتا! کچھ بھی نہیں!

راؤ منظر حیات

Dated:25-12-2015